



E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - B.Ed

Paper : 5.3 of Psychology of Learner and Learning

Module Name/Title : Thorndike ka Iktesabi Nazriya (Interview)



DEVELOPMENT TEAM

CONTENT	DDE SLM
PRESENTATION	Interviewee: Md. Mushahid Interviewer: Najma Begum
PRODUCER	Md. Imtiyaz Alam



Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

    //imcmanuu

عمل مسلسل جاری رہنے والا عمل ہے یعنی کہ ہم ہر وقت، ہر پل، ہر گھڑی کچھ نہ کچھ سیکھتے رہتے ہیں۔ اکتساب کی مدد سے ہم نئے ماحول سے اپنے آپ کو ہم آہنگ کرتے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اکتساب ہمیں مطابقت کی صلاحیت بھی فراہم کرتا ہے جس سے ہم کسی بھی نئے حالات اور نئے ماحول کا سامنا کر سکتے ہیں۔ اسی لیے تو کہا جاتا ہے کہ اکتساب کی مدد سے ہم اپنی زندگی کے مقاصد کو حاصل کر سکتے ہیں خواہ وہ تعلیمی ہو یا سماجی۔ آپ اس بات سے بھی واقف ہو گئے ہوں گے کہ اکتسابی عمل میں مختلف عوامل کارفرما ہوتے ہیں جو ہمارے اکتساب کو متاثر کرتے ہیں جن میں ذاتی، گھریلو، اکتسابی مواد، اسکول اور سماج وغیرہ کافی اہمیت کے حامل ہیں۔ اگر یہ تمام عوامل مثبت ہیں تو اکتساب پر مثبت اثر ڈالتے ہیں اور اگر منفی ہیں تو ان کے اثرات اکتساب پر منفی ہی ہوں گے۔ آپ نے اس بات سے بھی کما حقہ واقفیت حاصل کر لی ہوگی کہ زندگی کے ایک میدان میں سیکھی ہوئی چیز کو اگر دوسری چیز کو سیکھنے میں استعمال کیا جائے یا ایک اکتساب دوسرے اکتساب پر اثر انداز ہو تو ہم اسے اکتساب کی منتقلی کہتے ہیں۔ یہ منتقلی مثبت بھی ہو سکتی ہے اور منفی بھی۔ اس سلسلے میں مختلف ماہرین نے اپنے اپنے نظریات پیش کیے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ نے ان تمام نظریات کا مطالعہ کیا ہوگا۔ ایک معلم کی یہ ذمہ داری ہے کہ طلباء کے اندر مثبت منتقلی کو پروان چڑھائے اور انہیں اس بات کی تعلیم دے کہ کس طرح مثبت اکتساب کی منتقلی کو یقینی بنایا جاسکتا ہے۔ آپ نے حافظہ اور بھولنے کے تصورات کا بھی مطالعہ کیا ہوگا اور اس بات سے بھی واقفیت حاصل کی ہوگی کہ طلباء مواد مضمون کو یاد کرنے کے بعد کیوں بھول جاتے ہیں۔ اسباب میں خصوصیت کے ساتھ ذاتی اور ماحولیاتی اثرات قابل ذکر ہیں اسی کے ساتھ آپ کو یہ بھی بتایا گیا ہوگا کہ ہم کسی شے کو بہتر طور پر کیسے یاد رکھ سکتے ہیں۔

اس پونٹ میں ہم آپ کو اکتساب کے تعلق سے پیش کیے گئے مختلف ماہرین نفسیات کے نظریات کو بتائیں گے جو درس و تدریس کے میدان / شعبے میں کافی اہمیت کے حامل ہیں۔ آپ کے نصاب میں جو نظریات شامل کیے گئے ہیں وہ تھارن ڈانک کا پیش کردہ سعی و خطا کا نظریہ، پاؤلو کا کلاسیکی مشروط نظریہ، اکیئر کا عملی مشروط نظریہ، گیسٹالٹ سائیکا لو جسٹ کا بصیرتی اکتساب کا نظریہ اور رابرٹ بندورا کے سماجی اکتساب کا نظریہ ہے۔ یہ تمام نظریات تجربات پر مبنی ہیں اور طلباء و اساتذہ کے لیے اکتساب و تدریس میں کافی مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔

5.2 مقاصد

- ☆ اس اکائی کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہو جائیں گے کہ:
- ☆ اکتساب کے مختلف نظریات کو بیان کر سکیں۔
- ☆ سعی اور خطا کے اکتسابی نظریہ کو مثالوں کی مدد سے سمجھا سکیں۔
- ☆ درس و تدریس میں مناسب اکتسابی نظریہ کا اطلاق کر سکیں۔
- ☆ کلاسیکی مشروط اور عملی مشروط کے اکتسابی نظریہ کے مابین فرق اجاگر کر سکیں۔
- ☆ اکتسابی عمل میں مشاہدہ کی اہمیت واضح کر سکیں۔
- ☆ تدریسی فعل انجام دینے وقت مناسب و موزوں طریقہ تدریس کا استعمال کر سکیں۔

5.3 سعی اور خطا کا اکتسابی نظریہ (تھارن ڈانک)

(Trial and Error Theory of Learning - Thorndike)

امریکی ماہر نفسیات ای۔ ایل۔ تھارن ڈانک نے اکتساب کے اس نظریہ کو پیش کیا۔ اس نظریہ کو پیش کرنے کے لیے انہوں نے بچوں، بلی اور

چوہوں پر متعدد/مختلف تجربات کیے۔ بلی پر کیا جانے والا تجربہ سب سے مشہور ہے۔ اپنے مختلف تجربات کی روشنی میں تھارن ڈانک نے جس نظریہ کو پیش کیا اسے انہوں نے سعی اور خطا کا اکتسابی طریقہ (Trial & Error Method of Learning) اور رابطہ کا اکتسابی نظریہ (Learning Theory Connectionism) کا نام دیا۔ بقول تھارن ڈانک سیکھنے یا اکتساب کا عمل سعی و خطا یعنی کہ کوشش اور غلطی کی مدد سے ہوتی ہے اور سیکھنے کے عمل میں مہج (Stimulus) اور رد عمل یعنی کہ (Response) کے مابین ایک رشتہ یا رابطہ قائم ہو جاتا ہے جسے انہوں نے Connection کا نام دیا۔ اسی لیے اس اکتسابی نظریہ کو رابطہ/رشتہ کا (Connectionism) اکتسابی نظریہ یعنی کہ (Connectionism theory of learning) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

تھارن ڈانک کے مطابق اکتسابی عمل کوشش اور غلطی کا مجموعہ ہے۔ ہم کوشش کرتے ہیں، غلطی کرتے ہیں، پھر کوشش کرتے پھر غلطی کرتے ہیں اور یہ کوشش و غلطی کا سلسلہ تب تک جاری رہتا ہے جب تک ہم اس شے کو سیکھ نہ لیں۔ اسی لیے سیکھنے کے اس عمل کو تھارن ڈانک نے سعی اور خطا (Trial & Error Method of Learning) کا طریقہ اکتساب نام دیا۔ بقول تھارن ڈانک سیکھنے کے عمل میں غلطیوں کی تعداد متواتر گھٹتی جاتی ہے اور جب سیکھنے والا بار بار کوشش کرتا ہے تو کوئی نہ کوئی کوشش کامیاب ہو جاتی ہے مستقبل میں اس کامیاب کوشش کو دہرایا جاتا ہے اور اس طرح سے اکتساب مستحکم ہو جاتا ہے۔ ہماری زندگی میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں جن میں کسی چیز یا شے کو سیکھنے کے لیے لاشعوری طور پر ہم سعی و خطا کے نظریہ پر کاربند رہتے ہیں اور سیکھنے کے عمل میں کوشش اور غلطیوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور کوشش و غلطی کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ ہم اس شے کو سیکھ نہ جائیں۔ مثال کے طور پر بچپن میں ہم سائل چلانا سیکھتے ہیں۔ آپ ذرا یاد کیجیے جب ہم سائل پر پہلی بار چڑھتے ہیں پھر کیا ہوتا ہے۔ یقیناً ہم زمین پر گر جاتے ہیں یعنی کہ اس دنیا میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جو پہلی بار سائل پر سوار ہونے کے بعد کامیابی سے سائل چلانا شروع کر دیتا ہے۔ اگر سائل چلانا سیکھنا ہے تو گرنا بھی پڑے گا یعنی کہ غلطی بھی ہوگی۔ ٹھیک اسی طرح کی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں مثلاً روٹی بنانا سیکھنا، لکھنا سیکھنا، ٹائپ کرنا سیکھنا وغیرہ۔

اس نظریہ کے مطابق اکتساب یعنی کہ سیکھنے کے لیے کوشش لازمی شے ہے اگر ہم مسلسل کوشش نہ کریں تو نہیں سیکھ سکتے کیوں کہ بہت سے افراد ایسے ہوتے ہیں جنہوں نے پہلی بار کوشش کی اور غلطی کی وجہ سے پھر نئی کوشش نہیں کی تو وہ افراد اس چیز کو نہیں سیکھ سکے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی فرد پہلی بار سائل پر چڑھا اور گر گیا، زخم کی وجہ سے یا چوٹ لگنے کے ڈر سے اس نے دوبارہ کوشش نہیں کی تو زندگی بھر سائل نہیں چلا سکتا۔ اس لیے اکتساب کے لیے مسلسل کوشش لازمی ہے۔ جب انسان مسلسل کوشش کرتا ہے تو غلطیوں کی تعداد متواتر کم ہوتی جاتی ہے اور کامیاب کوشش کو دوبارہ دہرایا جاتا ہے حتیٰ کہ اس شے کو مکمل طور پر سیکھ نہ لیا جائے۔

تھارن ڈانک کا اکتسابی تجربہ (Learning Experiment Thorndike)

تھارن ڈانک نے اس نظریہ کو پیش کرنے کے لیے اپنا کامیاب تجربہ جو بلی پر کیا تھا دنیا کے سامنے مثال کے طور پر پیش کیا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سیکھنے کا عمل کوشش اور غلطیوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ تو آئیے اب ہم آپ کو تھارن ڈانک کا ایک بھوکے بلی پر کیا جانے والا تجربہ کے متعلق بتاتے ہیں۔ تجربہ کے لوازمات حسب ذیل ہیں۔ (1) بھوکے بلی (2) تجرباتی پنجرہ (3) مچھلی۔ اگر آپ ان تین چیزوں کو یاد رکھیں گے تو یہ تجربہ آپ کے دماغ میں مستحکم ہو جائے گا۔ چونکہ یہ ایک تجربہ ہے اس لیے سب سے پہلے تھارن ڈانک نے ایک بھوکے بلی کا انتخاب اپنے تجربہ کے لیے کیا۔ پھر انہوں نے ایک تجرباتی پنجرہ بنوایا جس کو ہم تھارن ڈانک پزل باکس (Thorndike Puzzle Box) کہتے ہیں۔ اس مخصوص پنجرے کو کھولنے کا نظم اندر سے کیا گیا تھا یعنی کہ ایک لیور ایسا بنایا گیا تھا کہ اس کو دیا جائے تو دروازہ کھل جائے۔ اسی پنجرے میں اس مخصوص بلی کو بند کر دیا جاتا اور پنجرے کے باہر ایک پلیٹ میں مچھلی رکھ دیا جاتا۔ بعد ازاں تھارن ڈانک کچھ فاصلے پر بیٹھے اس کا مشاہدہ کرتے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ جوں ہی بھوکے بلی کو پنجرے میں بند کیا گیا اور اس کے باہر مچھلی دیکھتے ہی وہ بلی

نے اس مچھلی کو حاصل کرنے کے لیے اچھل کود مچانی شروع کر دی۔ ادھر ادھر اچھل کود کرتے وقت اس کا پنچہ اچانک اس لیور یا کھٹکے پر پڑ گیا جس کو دبانے سے وہ پنجرہ کھل جاتا تھا۔ فوراً بلی باہر آئی اور مچھلی کو نوش فرمایا۔ تجربہ کا یہ سلسلہ متواتر چلتا رہا۔ تھارن ڈانک ہراگلے تجربہ کے دوران بلی کے پنجرے سے باہر آنے کا وقت نوٹ کرتے رہے۔ دوران تجربہ تھارن ڈانک نے یہ محسوس کیا کہ پنجرے سے باہر نکلنے کا وقت کم ہوتا جا رہا ہے یعنی کہ اگر پہلی بار بلی پانچ منٹ میں باہر نکلی تو دوسری بار چار منٹ میں ہی باہر آگئی۔ اسی طرح ہراگلے تجربے میں وقت کم ہوتا گیا اور آخر میں جوں ہی دروازہ بند ہوتا وہ فوراً اس لیور کو دباتی اور باہر آ کر اپنی پسندیدہ غذا حاصل کر لیتی۔ اس طرح بلی نے مسلسل کوشش اور غلطی کے نتیجے میں یہ سیکھ لیا کہ کون سی کوشش کامیاب ہو رہی ہے۔ آخر میں وہ بغیر غلطی کیے ہوئے صحیح بٹن دبا کر اس تجرباتی پنجرے سے باہر آ جاتی۔ یعنی کہ بلی نے مسلسل کوشش اور غلطیوں کے نتیجے میں یہ سیکھ لیا کہ باہر آنے کے لئے کس بٹن کو دبانا ہے۔ اس سیکھنے یا اکتساب کے عمل کو تھارن ڈانک نے سعی اور خطا کا نظریہ بتایا۔ اور یہ ثابت کر دیا کہ سیکھنے کے لیے کوشش اور غلطی لازمی ہے۔

☆ اکتساب کے مراحل۔ تجربات کی روشنی میں تھارن ڈانک نے اکتساب یا سیکھنے کے مراحل بیان کیے جو کہ اس طرح ہیں۔

(Motive, Need)	محركہ/ ضرورت	(1)
(Goal)	هدف/ مقصد	(2)
(Barrier)	رکاوٹ	(3)
(Trial)	کوشش	(4)
(Random Success)	اچانک کامیابی	(5)
(Selection)	صحیح کوشش کا انتخاب	(6)
(Fixation)	مقرر عمل	(7)

بقول تھارن ڈانک اکتساب ایک مرحلے کے تحت ہوتا ہے جو ترتیب کے ساتھ ہوتا ہے جسے ہم Step Stepby مرحلہ کہتے ہیں۔ یعنی کہ سیکھنے کا عمل ایک مکمل Process ہے جس میں سیکھنے والا درجہ بہ درجہ آگے بڑھتا ہے اور مختلف مراحل سے گزرتا ہوا اپنے ہدف یعنی کہ سیکھنے کے مقصد کو حاصل کرتا ہے۔ تھارن ڈانک فرماتے ہیں کہ سیکھنے یا اکتساب کے لیے محركہ یا Motive ضروری ہے۔ اگر ہمارے اندر محركہ نہ ہو تو ہم اس چیز کو بالکل نہیں سیکھ سکتے۔ تجربہ میں بلی کے لئے محركہ اس کی بھوک ہے۔ اگر بلی بھوکی نہ ہوتی تو پنجرے سے باہر آنے کی کوشش نہ کرتی۔ اس لئے اکتساب کے لیے سب سے اول اور لازمی شے ضرورت ہے۔ اگر ہمیں B.Ed. ڈگری کی ضرورت نہ ہوتی تو ہم بی۔ ایڈ کورس میں داخلہ نہ لیتے۔ ٹھیک اسی طرح سیکھنے کا دوسرا مرحلہ مقصد کو حاصل کرنا ہے۔ تجربہ میں بلی کے لیے مقصد اس مچھلی کو حاصل کرنا ہے۔ اور مقصد کو حاصل کرنے کے لیے بلی نے اچھل کود شروع کر دیا۔ تیسرا مرحلہ رکاوٹ کا ہوتا ہے۔ اس تجربہ میں پنجرہ ایک رکاوٹ ہے بلی کو اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں۔ چوتھا مرحلہ کوشش کا ہے جس طرح بلی نے کوشش کرنا شروع کی کہ وہ کس طرح باہر آئے۔ جس طرح ایک بچہ سائیکل چلانے کی کوشش کرتا ہے۔ پانچویں مرحلے کے طور پر کوشش کے دوران اچانک ملنے والی کامیابی ہے۔ جس طرح تجربہ میں کوشش کرتے وقت اچھلتے کودتے وقت اچانک بلی کا پنچہ اس بٹن پر پڑتا ہے جس سے وہ پنجرے سے باہر آ جاتی ہے۔ کوشش کرنے کے عمل میں سیکھنے والا صحیح کوشش کو دہراتا ہے اور نا کام کوشش کو مسترد کرتا جاتا ہے جسے ہم Selection کہتے ہیں اور آخر میں ہم اس مخصوص کوشش کو ہی دہراتے ہیں جسے کامیاب کوشش کا نام دیا جاتا ہے۔ اس طرح سیکھنے والا سعی اور خطا کے ذریعے صحیح عمل کرنا سیکھ جاتا ہے اسی کو ہم سعی اور خطا کا نظریہ کہتے ہیں۔

☆ اکتساب/ سیکھنے کے قوانین/ اصول (Laws/ Principles Learning)

اپنے تجربے کی بنیاد پر تھارن ڈانک نے سیکھنے کے قوانین وضع کیے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

- ☆ ابتدائی قوانین/اصول (Primary / Basic Laws or Principles)
- ☆ ثانوی قوانین/مراحل (Secondary Laws or Principles)
- ☆ ابتدائی قوانین۔ ابتدائی قوانین میں تھارن ڈانک نے تین قوانین کو شامل کیا ہے جن میں اول قانونِ آمادگی دوم قانونِ مشق اور سوم قانونِ تاثیر ہے۔ درس و تدریس میں ان تین قوانین کی بہت اہمیت ہے۔
- ☆ قانونِ آمادگی۔ اس قانون یا اصول کے تحت سیکھنے یا اکتساب کے لیے سب سے پہلی شرط اور ضروری شے آمادگی ہے یعنی کہ تیار ہونا۔ جب تک سیکھنے والا سیکھنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ سیکھنے کا عمل ممکن ہی نہیں ہو سکتا۔ کمرہ جماعت میں سیکھنے کا عمل ذہنی تیاری سے ہے۔ یعنی کہ استاد کو چاہیے کہ سب سے پہلے طلبا کو ذہنی طور پر تیار کر لے اور جب طلبا ذہنی طور پر پڑھنے کے لیے یا سیکھنے کے لیے تیار ہو جائیں تو تدریسی فعل انجام دینا چاہیے۔ اگر کسی وجہ سے طلبا ذہنی طور پر تیار نہیں ہیں تو انہیں پہلے تیار کرنا چاہیے، پھر انہیں سکھانے کا عمل شروع کرنا چاہیے۔
- ☆ قانونِ مشق۔ یہ قول بہت مشہور ہے کہ "Practice makes man merfect" یعنی کہ بہتر اکتساب کے لیے مسلسل مشق کرنی چاہیے۔ اگر ہم واقعی کسی بھی سبق کو بہتر طور پر یاد کرنا چاہتے ہیں تو مشق لازمی جزو ہے۔ اسی لیے اسکولوں اور کالجوں میں اساتذہ طلبا کو گھر کا کام دیتے ہیں تاکہ پڑھائیے گئے سبق کی مشق یا Revision ہو سکے اور طلبا کے اکتساب میں استحکام آسکے۔ اگر ہم کسی سبق کو یاد کر کے اسے نہیں دہراتے یا مشق کرتے تو کچھ دنوں کے بعد بھول جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر گیت یا Poem۔ آپ ذرا اپنی ابتدائی طالب علمی کے دور کو یاد کیجئے، کتنے Rhymes اور گانے یاد تھے لیکن اب وہ یاد نہیں رہے۔ اگر آپ نے ٹائپنگ سیکھی ہوگی اور بہت دنوں تک اسے مشق میں نہیں رکھا ہوگا تو اب ذرا ٹائپ مشین پر بیٹھئے پھر دیکھئے کہ کتنا ٹپن یاد ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشق کی کتنی ضرورت و اہمیت ہے۔ بہر کیف اکتساب کو مستحکم کرنے اور کسی کام کو بہتر سے بہتر کرنے کے لیے مشق نہایت ہی لازمی ہے۔
- قانونِ مشق میں تھارن ڈانک نے دو باتوں کا تذکرہ کیا ہے۔
- قانونِ استعمال۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جس چیز کو سیکھتے ہیں اگر اسے عملی زندگی میں استعمال کرتے ہیں تو اسے کبھی بھول نہیں سکتے۔ لہذا یہ قانون ہمیں اکتساب کے سبق کو استعمال میں رکھنے کی طرف راغب کرتا ہے۔ اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اگر ہم اکتساب میں استحکام چاہتے ہیں تو سیکھی ہوئی چیز کو ہمیشہ استعمال میں رکھنا ہوگا۔ مثال کے طور پر اگر ہم نے ٹائپ کرنا سیکھا ہے تو ہمیں ٹائپ کرنے کی مشق کو جاری رکھنا ہوگا اگر ہم نے کمپیوٹر چلانا سیکھا ہے تو اس کو استعمال میں رکھنا ہوگا، اگر ہم نے کوئی سبق یاد کیا ہے تو اس کو دہرانا ہوگا۔
- قانونِ عدم استعمال۔ اس قانون کے تحت یہ بات بتائی گئی ہے کہ اگر یاد کیے ہوئے سبق کو ہم نے دہرانا چھوڑ دیا، اگر کمپیوٹر سیکھنے کے بعد ہم نے اس کا استعمال ترک کر دیا، ٹھیک اسی طرح ٹائپنگ سیکھنے کے بعد ہم نے ٹائپ کرنا بند کر دیا۔ کچھ دنوں کے بعد اگر ہم دوبارہ اس عمل کو شروع کریں گے تو یقیناً اس رفتار سے اور صحیح طور پر ہم ان تمام کاموں کو انجام نہیں دے سکتے جس کو سیکھنے کے بعد ترک کر دیا۔
- ☆ قانونِ تاثیر (Law of Effect)۔ یہ قانون ہمیں یہ بتاتا ہے کہ سیکھنے اور اکتساب کے عمل میں دو چیزیں اثر انداز ہوتی ہیں جن کی تاثیر سے ہم سیکھتے ہیں اور کمرہ جماعت میں یہ دونوں کافی اہمیت کی حامل ہیں۔
- انعام (Reward)۔ تھارن ڈانک کے مطابق اکتسابی عمل میں انعام کا کافی اہم رول ادا کرتا ہے۔ یہ ایک محرک کا کام کرتا ہے۔ دورِ جدید کے تمام ماہرین نفسیات اس بات پر متفق ہیں کہ طلبا کے اندر بہتر اکتسابی عادات کے فروغ میں انعام مثبت رول ادا کرتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک استاد نے طلبا کو سبق یاد کرنے کے لیے کہا۔ دوسرے دن ایک طالب علم اس سبق کو سب سے پہلے یاد کر کے استاد کو سنا دیا۔ اس پر استاد خوش ہو کر اس طالب علم کو شاباشی دی، بہت

اچھے اور تمام طلباء سے حوصلہ افزائی کے طور پر Clapping کرنے کے لیے کہا۔ اس عمل سے یقیناً وہ طالب علم جس نے سبق سنایا تھا متحرک اور خوش ہوگا اور مستقبل میں بہتر کام کرنے کی طرف مائل ہوگا۔ ساتھ ہی ساتھ دوسرے طلباء میں بھی حوصلہ پیدا ہوگا کہ ہمیں بھی استاد کے دیے گئے کام کو جلدی اور بہتر طور پر کرنا ہے۔ اس طرح سے ہم دیکھتے ہیں کہ انعام کی بہت سی صورتیں ہیں، بہت سی اقسام ہیں جن کا استعمال کر کے ایک معلم کمرہ جماعت میں درس و تدریس کی بہتر فضا قائم کر سکتا ہے۔

انعام کی مختلف صورتوں اور اقسام میں خصوصیت کے ساتھ شامشی، بہت اچھے، Good، Very good، Excellent، Wonderful، کمرہ جماعت کا لیڈر، کاپی وپین/قلم، ٹیم لیڈر، میڈل، سرٹیفکیٹ اور اعلیٰ کارکردگی کی صورت میں نقد انعام (جو روپیہ کی شکل میں ہو) وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

☆ کمرہ جماعت میں اطلاق/تعلیمی مضمرات - Educational Implication

ایک معلم نے اگر حقیقی معنوں میں اس اکتسابی نظریہ کے اہم خدوخال کو سمجھ لیا، اس نظریہ میں پیش کیے گئے اکتسابی قوانین اور اصولوں کو اپنی تدریس کا حصہ بنا لیا تو یقیناً طلباء کو اکتسابی عمل میں کافی رہنمائی کر سکتا ہے۔ کیوں کہ ہماری زندگی میں بے شمار اکتساب سعی اور خطا کے ذریعہ عمل میں آتے ہیں یعنی کہ ہم کوشش کرتے ہیں اور غلطی کرتے ہیں اور آخر میں اس شے کو سیکھ لیتے ہیں۔ تو آئیے ہم آپ کو اس نظریہ کے اہم تعلیمی مضمرات کو بتاتے ہیں اور یہ امید بھی کرتے ہیں آپ اپنے کمرہ جماعت میں دوران تدریس ان باتوں کا پاس و لحاظ رکھیں گے اور اس نظریہ سے خاطر خواہ فائدہ اٹھاتے ہوئے طلبہ کو ان کے سیکھنے کے عمل میں مددگار معاون ثابت ہوں گے۔

- (1) بطور معلم ہمیں یہ چاہیے کہ جب ہم کمرہ جماعت میں داخل ہوں تو سب سے پہلے اپنے طالب علموں کی ذہنی طور پر آمادہ کریں تاکہ وہ ہماری بات کو سننے کے لیے تیار ہو جائیں۔ کمرہ جماعت میں درس و تدریس کی فضا قائم ہو جائے اور سارے طلباء اکتساب کے لیے سیکھنے کے لیے تیار ہو جائیں۔
- (2) ہمیں اپنے طلباء کو ہمیشہ یہ بات بتانی چاہیے کہ انہوں نے جس سبق کو، جس کام کو سیکھا ہے اس کو دہرائیں یعنی کہ مشق کریں جس سے یاد کیا ہوا سبق، سیکھا ہوا کام مزید بہتر طور پر یاد ہو جائے یا مستحکم ہو جائے۔
- (3) ایک معلم کو طلباء کے اندر بہتر اکتسابی عادت کے فروغ کے لیے انعام اور سزا دونوں کا انتخاب کرنا ہوگا۔ وقت، حالات اور ضرورت کے مطابق موزوں و مناسب انعام یا سزا کے استعمال میں ایک معلم کو کافی محتاط رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔
- (4) یہ اکتسابی نظریہ طلباء کے اندر خوش خطی کے فروغ دینے میں کافی معاون ثابت ہوتا ہے۔
- (5) ہم بار بار عمل اور مشق کے ذریعے ٹائپنگ میں مہارت، کمپیوٹر میں مہارت پیدا کر سکتے ہیں۔
- (6) یہ اکتسابی نظریہ چھوٹے بچوں کے لیے کافی اہمیت کا حامل ہے طلباء کے اندر یاد رکھنے کی صلاحیت جو کہ مسلسل مشق پر مبنی ہوتی ہے، کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔

5.4 کلاسیکی مشروط اکتساب کا نظریہ (پاولو) (Classical Conditioning Theory of Learning)

آئی۔وی۔ پاولو (I.V. Pavlov) نامی روسی ماہر فعلیات/طبیعیات (Physiologist) نے اس نظریہ کو پیش کیا۔ انہوں نے کتے پر کیے گئے مختلف تجربات کی روشنی میں اس نظریہ کو پیش کیا۔ جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے بنیادی طور پر وہ ماہر نفسیات نہیں تھے، نہ ہی ان کے تجربہ کا مقصد اکتسابی نظریہ کو پیش کرنا تھا، بلکہ وہ ایک ماہر فعلیات تھے اور اپنے تجربہ گاہ میں یہ مطالعہ کر رہے تھے کہ کتے کے منہ سے لعاب (رال) کا اخراج کس طرح سے ہوتا ہے جس سے کتے